واقعہ غرانیق کا علمی تحقیقی اور ناقدانہ جائزہ

A scholarly and critical dissertation on the event of Gharaneeq

☆ ڈاکٹر عطاالرحمٰن

☆☆ ڈاکٹر رشاد احمد

Abstract:

Sinlessness is the hallmark of the Characters of Prophets (Peace be Upon them). There is not an iota of sin in the words and deeds of the prophets (Peace be Upon them). As a matter of fact absolute pretty and sinlessness are part and paral of their character yet there are some traditions in which exhibit deviation from the collective stance of the Ummah regarding prophets. There is a narration about the interpretation of sura Hajj, verse No 51. This narration contains disgusting things about Muhammad (SAW). This research article examines and analyses all the charges leveled against Muhammad (SAW) and by proofs and evidences exonerate him from the same.

قرآن کریم نبی کریم ﷺ کی زندگی کو نمونہ تقلید قرار دیتا ہے اور اس کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہے کہ خدا کی محبت آپ ؐ کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۱) تمھارے لئے اللہ کے رسول میں ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰه (۲) اے پیغمبر ان سے کہہ دیجیے کہ اگر تمھیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

مذکورہ آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام گناہوں سے معصوم ہیں۔ اگر انبیاء کرام گناہوں

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ۔

☆☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی۔

سے معصوم نہ ہوتے تو پھر انہیں اللہ تعالیٰ امت کیلئے نمونہ کبھی نہ بناتے اور ان کا اتباع علی الاطلاق لازم نہ ہوتا۔ اتباع رسول کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے محبت کی علامت بتایا ہے اور جس انسان سے گناہ کے صدور کا احتمال ہو اس کی تابعداری اور اطاعت کو اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ محبت کی علامت نہیں بتاتے۔

مذکورہ مضمون یعنی عصمت انبیاء قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہوتی ہے اور یہ امت اسلامیہ کا ایک اجماعی عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام معصوم عن الخطاء ہیں اس کے برعکس بعض روایات قرآن مجید کی ایک آیت کی تشریح کی صورت میں آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔

ذیل میں ان روایات کو استقصائی مراحل سے گزارا جائے گا۔ اور جرح وتعدیل، اسماء الرجال اور اصول ومصطلحات حدیث کی روشنی میں ان روایات کی تحقیق کی جائے گی۔

حدثنا یونس بن حبیب (۳)، حدثنا ابو داؤد (٤)، حدثنا شعبة (۵) عن ابی بشر (٦) عن سعید بن جبیر (۷) قال: قرأ رسول اللّٰہ بمکة "النجم" فلما بلغ هذا الموضع: أفرئيتم اللات والعزىٰ، ومناة الثالثة الاخرىٰ، قال: فالقى الشيطن على لسانه: تلك الغرانيق العلىٰ وإن شفاعتهن لترتجىٰ، قالوا: ما ذكر الهتنا بخير قبل اليوم، فسجد و سجدوا فأنزل اللّٰہ عزوجل هذه ......الاية۔ وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبى الا اذا تمنى ......الاية۔(۸)

یونس بن حبیب نے حدیث بیان کی ہے۔ انہیں ابو داؤد نے، انہیں شعبہ نے، انہیں ابی بشر نے، انہیں سعید بن جبیرؒ نے، سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں سورۃ النجم کی تلاوت فرمائی جب یہ آیتیں آپؐ پڑھ رہے تھے: اَفَرَئَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى۔ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۔ تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ ڈالے: تلك الغرانيق العلىٰ وان شفاعتهن لترتجى۔ یہ مرغان بلند پرواز ہیں اور ان کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے۔

پس مشرکین خوش ہوگئے کہ آج تو محمدؐ نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں کی چنانچہ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو وہ سب بھی سجدے میں گر پڑے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْ اُمْنِيَّتِهٖ (۹)۔

مذکورہ بالا سند کے علاوہ یہ روایت درج ذیل طرق سے بھی بیان کی گئی ہے۔

۱۔ حدثنا القاسم (۱۰) قال ثنا الحسين (۱۱) قال حدثنى حجاج (۱۲) عن ابن جريح (۱۳) عن أبى

معشر [۱۴] عن محمد بن کعب القرظی [۱۵] ومحمد بن قیس [۱۶] قالا جلس رسول اللہ ﷺ فی ناد من أندیۃقریش............[۱۷]۔

۲۔ حدثنا ابن حمید [۱۸]، قال ثنا سلمہ [۱۹] عن ابن اسحق [۲۰] عن یزید بن زیاد المدنی [۲۱] عن محمد بن کعب القرظی قال لما............[۲۲]۔

۳۔ حدثنا عبدالاعلیٰ [۲۳] قال ثنا المعتمر [۲۴] قال سمعت داؤد [۲۵] عن أبی العالیہ [۲۶] قال قالت قریش............[۲۷]۔

٤۔ حدثنی یونس قال اخبرنا ابن وھب [۲۸] قال اخبرنی یونس عن ابن شھاب [۲۹] قال حدثنی ابوبکر عبدالرحمن بن الحرث [۳۰]............[۳۱]۔

درجہ بالا طرق پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام مراسیل [۳۲] ہیں اور ان میں کوئی سلسلہ مرفوع متصل نہیں۔ تاہم درجہ ذیل تین سلسلوں سے یہ روایت مرفوع بھی نقل کی گئی ہے۔

۱۔ حدثنا یوسف بن حماد [۳۳]، ثنا امیۃ بن خالد [۳۴]، ثنا شعبہ، عن أبی بشر، عن سعید بن جبیر، عن ابن عباسؓ [۳۵] فیما أحسب الشك فی الحدیث۔ ان النبیؐ قرأ بمکۃ......[۳۶]۔

۲۔ اخرجہ ابن مردویہ [۳۷] من طریق الکلبی (۳۸) عن أبی صالح (۳۹) عن ابن عباسؓ......[۴۰]۔

۳۔ رواہ ابن جریر [۴۱] وابن مردویہ من طریق العوفی [۴۲] عن ابن عباسؓ......[۴۳]۔

پہلے سلسلے میں امیہ بن خالد القیسی راوی کے بارے میں حافظ ذہبی (٤٤) لکھتے ہیں:

وثقہ ابوحاتم [۴۵] وسئل عنہ أحمد [۴۶] فلم یحمدہ [۴۷]۔ ابوحاتم کہتے ہیں ثقہ ہے امام احمد حنبلؒ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے ان کو اچھے الفاظ میں یاد نہیں کیا۔

عقیلی [۴۸] نے ان کو ضعفاء میں شمار کیا ہے۔ حافظ ابن حجر [۴۹] کہتے ہیں: وما ابدی العقیلی فیہ غیر حدیث واحد وصلہ، وارسلہ غیرہ [۵۰]۔

عقیلی نے اس ایک بات (خامی) کے علاوہ ان کی کوئی اور باتوں (خامیوں) کا ذکر نہیں کیا ہے۔ یہ کہ وہ کبھی کسی روایت کو متصل اور کبھی غیر متصل یعنی مرسل نقل کرتے ہیں اور اس روایت میں بھی یہی معاملہ ہے جو دراصل مرسل ہے۔ لیکن انہوں نے اس کو متصل کیا ہے کیونکہ ان کے استاد سعید بن جبیر سے یہ روایت باقی جتنے رواۃ نے نقل کی ہے سب نے مرسل نقل کیا ہے مثلاً:

۱۔　حدثنا ابن بشار (۵۱) قال حدثنا محمد بن جعفر (۵۲) قال ثنا شعبه عن ابی بشر عن سعید بن جبیر قال لما نزلت............ (۵۳)۔

۲۔　حدثنا ابن المثنی (۵۴) قال ثنی عبدالصمد (۵۵) قال ثنا شعبه قال ثنا ابو بشر عن سعید بن جبیر قال لما نزلت...... (۵۶)۔

سند میں ضعف کے علاوہ اس روایت میں "فیما أحسب أن النبی ﷺ قرأ بمکة" (۵۷) کے الفاظ مکہ میں اس واقعہ کے واقع ہونے کو مشکوک بنادیتے ہیں کہ کیا آپ ﷺ مکہ میں تھے یا کہیں اور۔

دوسرے سلسلے میں کلبی اور تیسرے سلسلے میں عوفی غیر معتبر رواۃ ہیں۔

حافظ ذہبی کلبی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کا نام محمد بن السائب ہے۔ ابوالنضر ان کی کنیت ہے بنوکعب خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، کوفہ کے باشندے ہیں۔ ماہر انساب مفسر اور مورخ ہیں، امام شعبی (۵۸) وغیرہ سے روایات نقل کرتے ہیں۔ اس سے ان کے بیٹے ہشام (۵۹) اور ابو معاویہ (۶۰) وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ان کی روایت جامع ترمذی میں پائی جاتی ہے۔

سفیان ثوری (۶۱) فرماتے ہیں کہ کلبی خود کہا کرتے تھے کہ مجھ سے ابوصالح (میرے استاد) نے ایک بار بطور نصیحت یہ بات فرمائی تھی کہ اے کلبی تو نے ابن عباس کی جتنی روایات مجھ سے سنی ہیں، انہیں کسی سے بیان نہ کرنا (پھر بھی انہوں نے سب کچھ بیان کر دیا حالانکہ استاد نے تقیہ کا حکم دیا تھا اور پھر نہ معلوم انہوں نے تقیہ کیوں اختیار نہیں کیا)۔ ابو معاویہ کہتے ہیں: کہ میں نے کلبی کو یہ کہتے سنا ہے کہ جتنی جلد میں نے قرآن حفظ کیا ہے، اتنی جلد کسی نے قرآن حفظ نہیں کیا میں نے صرف چھ یا سات دن میں قرآن حفظ کر لیا تھا اور جس طرح مجھے بھول واقع ہوئی ہے ایسی بھول کسی کو واقع نہیں ہوئی ہوگی، وہ اس طرح کہ میں نے اپنی داڑھی مٹھی میں لی تاکہ داڑھی نیچے کاٹ کر برابر کروں اور اوپر سے کاٹ دی۔

امام یزید بن ہارون (۶۲) کا بیان ہے کہ مجھ سے خود کلبی نے بیان کیا کہ میں نے جس شئ کو ایک بار یاد کر لیا کبھی بھولا نہیں لیکن میں نے ایک بار حجام کو بلوایا اور پنی داڑھی مٹھی میں لی اور بجائے نیچے سے کٹوانے کے اوپر سے کٹوالی (یعنی ایک بار خود کاٹی اور ایک بار حجام سے کٹوائی)۔ یعلی بن عبید (۶۳) کہتے ہیں کہ امام سفیان ثوری نے لوگوں سے فرمایا اے لوگوں! إتقوا الکلبی، فقیل: فانك تروی عنه، قال: انا أعرف صدقه من کذبه۔ اس کلبی کی روایتوں سے بچو کسی نے ان سے عرض کیا کہ آپ بھی تو اس کی روایت نقل کرتے ہیں تو انہوں

نے فرمایا کہ میں اس کے سچ اور جھوٹ کو پہچانتا ہوں، یعنی یہ جانتا ہوں کہ اس کی کون سی روایت درست ہے اور کون سی غلط۔

امام بخاریؒ (۶۴) فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطان (۶۵) اور عبدالرحمٰن بن مہدی (۶۶) نے اس کی روایت ترک کی ہے۔ پھر امام بخاری نے امام سفیان ثوری کا یہ قول سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ مجھ سے خود کلبی نے یہ بات کہی تھی کہ کل ما حدثتك عن أبي صالح فهو كذب۔ میں تجھ سے ابو صالح کے واسطے سے جو بھی حدیث بیان کروں تو سمجھ لے کہ وہ خالص جھوٹ ہے۔ یعلی کا بیان ہے: کہ میں اس کلبی سے قرآن پڑھنے جایا کرتا تھا، ایک دن بولا: مرضت مرضة فنسيت ما كنت أحفظ، فأتيت آل محمدؐ فتفلوا في فی فحفظت ما كنت نسيت۔ میں ایک دفعہ شدید بیمار ہوا اور اس بیماری کے باعث سب کچھ بھول گیا۔ میں آل محمد کی خدمت میں گیا انہوں نے میرے منہ میں تھوکا تو مجھے سب کچھ بھولا ہوا یاد آ گیا۔ یزید بن زریع (۶۷) فرماتے ہیں: كان سبائيا یہ کلبی سبائی تھا، امام اعمش (۶۸) کوفی کا قول ہے: اتق هذه السبائية۔ اے لوگوان سبائیوں سے بچو کیونکہ جن علماء کو میں نے دیکھا ہے۔ وہ ان سبائیوں کو کذاب کہا کرتے تھے۔

امام سفیان بن عیینہ (۶۹) نے کلبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک بار مجھ سے ابو صالح نے کہا: ليس بمكة احد إلا أنا علمته وعلمت أباه ۔ کہ مکہ میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جس سے میں واقف نہیں ہوں بلکہ میں تو ہر ایک کے باپ سے بھی واقف ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ ابن حبان (۷۰) کہتے ہیں کہ: كان الكلبي سبائيا من أولئك الذين يقولون إن عليا (۷۱) لم يمت وإنه راجع إلى الدنيا ويملوها عدلا كما ملئت جوراً وإن رأو سحابة قالوا أميرا مؤمنين فيها۔ یہ کلبی سبائیوں کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو اس امر کے مدعی تھے کہ حضرت علیؓ کی موت واقع نہیں ہوئی، وہ دنیا میں دوبارہ تشریف لائینگے اور دنیا کو عدل سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم سے بھری ہوگی۔ یہ لوگ جب بھی بادل کا کوئی ٹکڑا دیکھتے تو کہتے کہ امیر المؤمنین اس میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ ہمام (۷۲) کا بیان ہے کہ: کلبی تو برملا کہا کرتے تھے کہ: أنا سبائي۔ میں سبائی ہوں۔ ابو عوانہ (۷۳) کہتے ہیں: کہ میں نے خود کلبی کو یہ کہتے سنا ہے کہ: كان جبريل يملي الوحي على النبي ﷺ فلما دخل النبيؐ الخلاء جعل يملي على عليّ۔ یعنی جبریل نبی کریم ﷺ پر وحی لے کر آتے لیکن جب حضور ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو وہ حضرت علیؓ پر وحی شروع کر دیتے۔ احمد بن زہیر (۷۴) کا قول ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا کہ کلبی کی تفسیر کا مطالعہ کرنا کیا حلال ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ

نہیں۔ یحییٰ بن معین (۷۵) کا قول ہے کہ کلبی ثقہ نہیں ہے۔ دارِقطنی (۷۶) اور محدثین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ وہ متروک ہے۔ جوزجانی (۷۷) کہتے ہیں کذاب ہے۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ اس کا مذہب بھی ظاہر ہے اور اس کا جھوٹ بھی اتنا اظہر من الشّمس ہے کہ تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ ابوصالح کے واسطے سے ابن عباسؓ سے تفسیر نقل کرتے ہیں۔ حالانکہ: ابو صالح لم یر ابن عباس ولا سمع الکلبی من أبی صالح الا الحرف بعد الحرف فلما احتیج الیه أخرجت له الارض أفلا ذکبدها۔ لا یحل ذکره فی الکتب فکیف الاحتجاج به۔ ابوصالح نے ابن عباسؓ کو دیکھا تک نہیں تھا اور انہوں نے ابوصالح سے صرف ایک یا دو باتیں سنی تھیں۔ اب جب بھی اسے جھوٹ بولنا ہوتا ہے تو اس ابوصالح کو یہ زمین کی گہرائیوں اور تاریکیوں سے باہر نکال لاتے ہیں، اس کا اور اسکی روایت کا کسی کتاب میں ذکر کرنا بھی حلال نہیں، کجا کہ اس کی روایت کو بطور دلیل پیش کیا جائے (۷۸)۔ اس کا ایک شاگرد عطیہ بن سعد العوفی ہے، وہ اس کی روایت کی اشاعت کا ذریعہ تھا۔ اس کلبی کی کنیت جس طرح ابوالنصر ہے اسی طرح ایک کنیت ابوسعید بھی ہے۔ عطیہ جب بھی اس کی روایت بیان کرتے تھے تو کہتے کہ ابوسعید نے یہ روایت بیان کی ہے جس سے لوگ یہ دھوکہ کھاتے کہ ابوسعید سے مراد ابو سعید خدریؓ (۷۹) صحابی ہیں۔ امام احمد فرماتے ہیں: أن عطیه کان یأتی الکلبی فیأ خذ عنه التفسیر، وکان یکنی بأبی سعید فیقول: قال ابو سعید۔ یعنی یوهم انه الخدری کہ عطیہ کلبی کے پاس جایا کرتے تھے اور اس سے تفسیر پڑھا کرتے تھے اور اس کلبی کی کنیت ابوسعید تھی۔ عطیہ دھوکہ دینے کے لئے اس کنیت کو استعمال کرتے تھے تاکہ لوگ اس دھوکہ میں مبتلا ہو جائیں کہ ابوسعیدؓ خدری مراد ہیں (۸۰)۔

ابن حیان غرناطی (۸۱) لکھتے ہیں: سئل عنها الإمام محمد بن اسحق جامع السیرة النبویة، فقال هذا من وضع الزنادقة، وصنف فی ذالك کتابا۔ وقال الامام الحافظ ابوبکر أحمد بن الحسین البیهقی (۸۲): هذه القصة غیر ثابتة من جهة النقل، وقال ما معناه: إن رواتها مطعون علیهم، ولیس فی الصحاح ولا فی التصانیف الحدیثیة شئی مما ذکروه، فوجب إطراحه ولذالك نزهت کتابی عن ذکره فیه۔ والعجب من نقل هذا وهم یتلون فی کتاب اللّٰه تعالی(والنجم اذا هوٰی ما ضل صاحبکم وما غوٰی۔ وما ینطق عن الهوٰی۔ ان هو إلا وحی یوحی)۔ وقال اللّٰه تعالیٰ أمرا لنبیه(قل ما یکون لی أن ابد له من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحیٰ الی) وقال اللّٰه تعالی(ولو تقول علینا بعض الاقاویل)(۸۳)۔

اس روایت کے متعلق سیرت نبوی کے سوانح نگار امام محمد بن اسحٰقؒ سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ روایت زندیقوں کی گھڑی ہوئی ہے اور اس کے رد میں انہوں نے پوری ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ امام حافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی کہتے ہیں یہ قصہ صحیح نقل سے ثابت ہی نہیں ہے یعنی جن راویوں نے اسے نقل کیا ہے، سب مطعون ہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر حدیث کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں۔ اس لئے اس کو ردی چیز کی طرح پھینک دینا ضروری ہے۔ (ابن حیان فرماتے ہیں) اسی لئے میں نے اپنی تفسیر کو اس کے بیان سے آلودہ نہیں کیا۔ مجھے ان لوگوں پر حیرت ہے کہ انہوں نے اپنی تالیفات میں اس واقعہ کو لکھنے کی کیسے جسارت کی حالانکہ قرآن مجید کی ان آیات کو وہ تلاوت کرتے ہیں۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى.................. الاية(۸۴)۔

قسم ہے اس ستارے کی جب وہ نیچے اترا کہ تمہارا ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔ نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا: قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْ أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَايُوْحىٰ اِلَى(۸۵)۔

فرما دیجئے مجھے اختیار نہیں کہ رد و بدل کردوں اس میں اپنی مرضی سے۔ میں نہیں پیروی کرتا (کسی چیز کی) بجز اس کے کہ جو وحی کی جاتی ہے میری طرف۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ.................. الاية(۸۶)۔

اگر وہ خود گھڑ کر بعض باتیں ہماری طرف منسوب کرتا تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے پھر ہم کاٹ دیتے اس کی رگ دل۔ کیا اس ارشاد کے بعد اس چیز کا گمان بھی کیا جا سکتا ہے۔

ابن حیان غرناطی نے ان کے علاوہ کئی اور آیات بھی رسول اللہ ﷺ کی عصمت پر پیش کی ہیں۔ پھر لکھتے ہیں: وهذه نصوص تشهد بعصمته، وأما من جهة المعقول فلا يمكن ذالك لأن تجويزه يطرق إلى تجويزه فى جميع الاحكام والشريعة(۸۷)۔

یہ قرآنی نصوص قطعیہ ہیں جو نبی کریم ﷺ کی عصمت پر دلالت کرتی ہیں۔ عقلی طور پر بھی یہ روایت من گھڑت ہے کیونکہ اگر ایسا ہونا ممکن ہوتا تو تمام احکام، آیات اور سارا دین مشکوک ہو جاتا۔

قاضی عیاضؒ(۸۸) لکھتے ہیں: فيكفيك ان هذا الحديث أنه لم يخريجه أحد من أهل الصحة ولا رواه ثقة بسند سليم متصل وانما أولع به و بمثله المفسرون و المؤرخون المولعون

بکل غریب المتلقفون من الصحف کل صحیح و سقیم(۸۹)۔

اس داستان کے غیر معتبر ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ کسی بھی محقق عالم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے اور نہ کسی ثقہ راوی نے متصل صحیح مسند سے اس کی روایت کی ہے بلکہ یہ اور اس طرح دیگر پُر غرابت داستانیں وہ مورخین اور مفسرین بیان کرتے ہیں جو ہر صحیح و غلط قصہ کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی (۹۰) لکھتے ہیں: و ذکر الشیخ ابو منصور الماتریدی (۹۱) فی کتاب حصص الاتقیاء الصواب أن قوله: تلك الغرنیق العلیٰ۔ من جملة ایحاء الشیطن إلیٰ اولیآئه من الزنادقة حتی یلقوا بین الضعفاء وارقاء الدین لیرتابوا فی صحة الدین و حضرة الرسالة برئیة من مثل هذه الروایة(۹۲)۔

شیخ ابومنصور الماتریدیؒ نے اپنی کتاب حصص الاتقیاء میں لکھا ہے کہ یہ قول (تلك الغرانیق العلیٰ) ان باتوں میں سے ایک بات ہے جو شیطان نے اپنے زندیق پیروکاروں کے دلوں میں ڈالی ہے اور انہوں نے دین میں رخنہ ڈالنے والے ضعفاء کو یہی قصہ بیان کیا تا کہ دین کی صحت کو مشکوک بنائے۔ جناب رسالت مآب ﷺ اس قسم کی بیہودہ داستانوں سے مبرا اور منزہ ہیں۔

امام قرطبیؒ (۹۳) لکھتے ہیں: ان الامة اجمعت فی ما طریقه البلاغ إنه معصوم فیه من الاخبار عن شیء بخلاف ماهو علیه لا قصداً ولا عمداً ولا سهواً ولا غلطاً(۹۴)۔

یعنی امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تبلیغ کلام الٰہی میں رسول اللہ ﷺ سے ہرگز غلطی نہیں ہوسکتی نہ قصداً نہ عمداً نہ سہواً اور نہ خطاءً۔ اس میں نبی ہر طرح معصوم ہیں۔

اہل واقعہ جو صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں ہے وہ صرف اتنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجمع عام میں یہ سورۃ پڑھی اور اس میں آیت سجدہ آنے کی وجہ سے آخر میں سجدہ کیا تو تمام حاضرین جن میں کفار بھی تھے سب سجدہ میں گر پڑے اور ایسا ہونا عین ممکن ہے۔ کیونکہ کلام الٰہی ہو اور زبان نبی کریم ﷺ اس کی تلاوت کر رہی ہو تو کیوں نہ کفار بے ساختہ سجدے میں گر پڑیں۔ بس اتنی بات تھی جس کو زنادقہ کی وضع و تحریف نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔

اگر ہم ایک لمحہ کے لئے علماء محققین کی مذکورہ بالا تشریحات سے صرف نظر بھی کرلیں اور صرف اس سورہ مبارک پر غور کریں تو حقیقت حال واضح ہوجائے گی۔

اس سورۃ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ

یُوْحٰی (۹۵) یعنی یہ نبی مکرم اپنی خواہش سے تو بولتا بھی نہیں۔ اس کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ وحی الٰہی ہوتی ہے۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی شہادت ہے جو ان دو آیتوں میں مذکور ہے۔ دوسری طرف یہ روایت ہے کہ معاذ اللہ آپ ﷺ نے ان کے بتوں کی شان میں یہ جملے کہے۔ تلك الغرانيق العلیٰ۔

اب آپ خود فیصلہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے یا یہ روایت جو زندیقوں کی وضع کردہ ہے۔ انسان ذرا تامل سے کام لے تو اس روایت کے باطل اور موضوع ہونے کے بارے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔ نیز ان آیات پر نظر ڈالئے جو ان جملوں (تلك الغرانيق العلیٰ) کے بعد اس روایت کے مطابق تلاوت کی گئیں۔ کیا ان کے بتوں کی یہ مذمت جو ان آیات میں کی گئی ہے کفار قریش کے لئے قابل قبول تھی۔ بفرضِ محال اگر آپ ﷺ نے تلك الغرانيق والے جملے کہے ہوتے اور ان کے فوراً بعد یہ آیتیں پڑھی ہوتیں۔

اِنْ هِیَ اِلَّا اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَا اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُس (۹۶)۔ نہیں ہیں یہ مگر محض نام۔ جو رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں نازل کی اللہ نے ان کے بارے میں کوئی سند نہیں پیروی کر رہے یہ لوگ مگر گمان کی اور جسے ان کے نفس چاہتے ہیں۔

کیا ان آیات میں اور ان جملوں میں کوئی باہمی مناسبت ہے؟ کیا ایسا بے جوڑ کلام اُفصح العرب ﷺ کی زبان سے ادا ہو سکتا ہے۔ اور اگر ان دو جملوں کو سن کر کفار کو خوشی ہوئی تھی تو اس کے فوراً بعد یہ آیتیں سن کر آپ ﷺ کے بارے میں ان کی خوش فہمیاں ہمیشہ کے لئے کافور نہیں ہو گئی ہوں گی۔ ایک ادنیٰ عقل وفہم کا مالک انسان بھی اس روایت کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو سکتا۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سورۃ الاحزاب:۲۱

۲۔ سورۃ الاعمران:۳۱

۳۔ آپ ابو بشر یونس بن حبیب الاصبہانی ہیں۔ محدث ہیں۔ شیوخ میں امام ابو داود جبکہ شاگردوں میں عبداللہ بن جعفر شامل ہیں۔ تصانیف میں المسند شامل ہے۔ سیر اعلام النبلاء، ج۲۴، ص۱۰۱، رقم ۲۲۷۔ الاعلام، ج۱۸، ص۱۹۵، رقم ۲۶۱۔

۴۔ آپ ابو داود سلیمان بن الاشعث بن شداد بن عمرو السجستانی ہیں۔ شیوخ میں یحییٰ المدینی جبکہ شاگردوں میں

ابوعوانہ اور امام الترمذی شامل ہیں۔ تصانیف میں السنن اور مراسیل شامل ہیں۔ سیر اعلام النبلاء، ۲۵، ص ۲۰۲، رقم ۱۱۷۔

۵۔ شعبہ بن حجاج بن الورد البصری ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ کہا ہے۔ شیوخ میں ابان بن تغلب، ابراہیم بن میمون جبکہ شاگردوں میں آدم بن ابی ایاس اور ایوب السختیانی شامل ہیں۔ تاریخ کبیر، ج ۴، ص ۹۰، رقم ۲۶۷۸۔ تھذیب التھذیب، ج ۳، ص ۲۳۳، رقم ۵۹۰۔

۶۔ آپ ابوبشر جعفر بن ابی ایاس الیشکری ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ اور الذہبی نے صدوق کہا ہے۔ شیوخ میں سعید بن جبیر اور شھر بن حوشب جبکہ شاگردوں میں ایوب السختیانی اور ابوعوانہ شامل ہیں۔ تاریخ کبیر، ج ۲، ص ۱۷، رقم ۲۱۴۱۔ تھذیب التھذیب، ج ۱، ص ۵۶، رقم ۱۲۹۔

۷۔ آپ ابوعبداللہ سعید بن جبیر بن ہشام ہیں۔ تابعی اور ثقہ راوی ہیں۔ ابن عباس اور عبداللہ بن عمر سے علم حاصل کیا۔ ۹۵ھ/۷۱۳ء کو شہید ہوئے۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۴، ص ۳۲۱۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۷۶۔

۸۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۱۰، ص ۸۴

۹۔ سورۃ الحج: ۵۲

۱۰۔ آپ ابومحمد القاسم بن عیسیٰ بن ابراہیم الطائی الواسطی ہیں۔ ابوداود نے اپنے مراسیل میں آپ سے روایات نقل کیں۔ شیوخ میں حجاج بن محمد، ہارون بن مسلم اور خالد بن عبداللہ جبکہ شاگردوں میں عمر بن الولید، ابراہیم بن احمد اور محمود بن محمد شامل ہیں۔ تھذیب التھذیب، ج ۷، ص ۲۳۲، رقم ۵۹۰۔

۱۱۔ الحسین بن بشر بن عبدالحمید الحمصی ہیں۔ امام نسائی نے آپ کے روایات نقل کیں۔ ابن حجر نے لا بأس بہ کہا ہے۔ شیوخ میں حجاج بن محمد اور محمد بن حمید جبکہ شاگردوں میں امام نسائی شامل ہیں۔
تھذیب التھذیب، ج ۱، ص ۲۲۱، رقم ۵۸۲۔

۱۲۔ آپ ابومحمد حجاج بن محمد الاعور ہیں۔ تبع تابعی ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ ثبت کہا ہے تاہم آخری عمر میں روایات کو مختلط کرتے۔ شیوخ میں لیث بن سعد اور اسرائیل بن یونس جبکہ شاگردوں میں ابراہیم بن حسن اور حاجب بن سلیمان شامل ہیں۔ سیر اعلام النبلاء، ۱۷، ص ۳۷۱، رقم ۱۶۹۔

۱۳۔ آپ ابوالولید عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج الاموی ہیں۔ تابعی اور ضعیف راوی ہیں۔ ابان بن صالح اور ابرہیم بن ابی بکر سے علم حاصل کیا۔ شاگردوں میں اخضر بن عجلان اور اسماعیل بن علیہ مشہور

ہیں۔۱۵۰ھ/۷۶۷ء کو وفات ہوئے۔الاعلام، ج۴،ص۱۶۰۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱،ص۱۶۰۔صفۃ الصفوۃ، ج۲،ص۱۲۲۔

۱۴۔ آپ ابو معشر نجیح بن عبدالرحمٰن المدنی ہیں۔الذہبی کہتے ہیں کہ صدوق ہیں مگر اسناد میں غلطی کرتے ہیں۔شیوخ میں سعید بن المسیب اور محمد بن قیس جبکہ شاگردوں میں اسحٰق بن بشر اور لیث بن سعد شامل ہیں۔۱۷۰ھ میں وفات پائی۔لسان المیزان، ج۷،ص۲۰۷،رقم ۵۰۱۵۔

۱۵۔ آپ ابو حمزہ محمد بن کعب القرظی ہیں۔تابعی اور ثقہ راوی ہیں۔شیوخ میں زید بن ارقم جبکہ شاگردوں میں ابان بن صالح اور ابراہیم بن عبید مشہور ہیں۔۱۲۰ھ/۷۳۷ء کو وفات ہوئے۔تھذیب التھذیب، ج۹، ص۴۲۰۔الاستیعاب، ج۱،ص۵۔العبر، ج۱،ص۲۴۔

۱۶۔ آپ ابوایوب یا ابوعثمان محمد بن قیس المدنی ہیں۔ابن حجر اور الذہبی نے ثقہ کہا ہے۔شیوخ میں جابر بن عبداللہ اور محمد بن کعب جبکہ شاگردوں میں عمرو بن دینار اور حرب بن قیس شامل ہیں۔تھذیب التھذیب،۲۰،ص۲۱،رقم ۶۷۹۔

۱۷۔ تفسیر الطبری، ج۱۶،ص۶۰۳۔

۱۸۔ آپ ابوعبداللہ محمد بن حمید بن حیان الرازی ہیں۔ابن حجر نے حافظ ضعیف کہا ہے۔شیوخ میں عبداللہ بن مبارک اور حکم بن بشیر جبکہ شاگردوں میں ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ شامل ہیں۔۲۴۸ھ میں وفات پائی۔سیر اعلام النبلاء، ج۲۲،ص۱۰۷،رقم ۱۳۷۔

۱۹۔ آپ ابوعبداللہ سلمہ بن الفضل الرازی ہیں۔تبع تابعی ہیں۔ابن حجر نے صدوق اور کثیر الخطاء کہا ہے۔شیوخ نے ابراہیم بن طہمان اور سفیان ثوری جبکہ یحییٰ بن معین اور یوسف بن موسیٰ شامل ہیں۔تھذیب التھذیب،۳،ص۱۰۱،رقم ۲۶۵۔

۲۰۔ آپ محمد بن اسحاق بن یسار المدنی ہیں۔ابتدائی سیرت نگاروں میں سے ہیں۔حافظ حدیث ہیں۔شیوخ میں سعید بن ابی ہند، اعرج اور نافع جبکہ شاگردوں میں ابراہیم بن سعد، زیاد البکائی اور یزید بن ہارون مشہور ہیں۔ ۱۵۱ھ/۷۶۸ء کو وفات ہوئے۔الاعلام، ج۶، ص۲۸۔میزان الاعتدال، ج۳،ص۴۶۸،رقم ۷۱۹۷۔

۲۱۔ آپ یزید بن زیاد ہیں۔تابعی اور متروک راوی ہیں۔شیوخ میں سلیمان بن حبیب اور محمد بن مسلم الزہری

جبکہ شاگردوں میں وکیع بن الجراح اور مروان بن معاویہ مشہور ہیں۔تقریب التھذیب، ج۲،ص۳۲۴، رقم ۷۷۴۴۔تھذیب التھذیب، ج۱۱، ۳۲۹۔

۲۲۔　تفسیر الطبری، ج۱۶،ص۶۰۴۔

۲۳۔　آپ ابو یحییٰ عبدالاعلیٰ بن حماد بن نصر الباہلی ہیں۔امام الذہبی نے المحدث الثبت اور ابن حجر نے لا باس بہ کہا ہے۔شیوخ میں حماد بن زید، زکریا بن یحییٰ جبکہ شاگردوں میں امام بخاری، مسلم اور ابوداود شامل ہیں۔ سیر اعلام النبلاء، ج۲۱،ص۳۰، رقم ۱۲۔

۲۴۔　آپ ابو محمد معتمر بن سلیمان البصری ہیں۔تبع تابعی اور ثقہ راوی ہیں۔شیوخ میں الاخزر بن عجلان اور ابرہیم بن یزید جبکہ شاگردوں میں احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ مشہور ہیں۔۱۸۷ھ/۸۰۲ء کو وفات ہوئے۔الاعلام، ۲۶۵/۷۔تذکرۃ الحفاظ، ۲۴۵/۱۔

۲۵۔　آپ ابو سلیمان داؤد بن عبدالرحمٰن المکی ہیں۔الذھبی نے ثقہ کہا ہے۔شیوخ میں ابراہیم بن میمون اور عبداللہ بن عثمان جبکہ شاگردوں میں احمد بن محمد اور سعید بن منصور شامل ہیں۔ سیر اعلام النبلاء، ج۲۱، ص۳۰، رقم ۱۲۔تھذیب التھذیب، ج۲،ص۱۲۵، رقم ۳۶۶

۲۶۔　آپ ابوالعالیہ رفیع بن مہران الریاحی ہیں۔تابعی ہیں۔شیوخ میں انس اور حذیفہ جبکہ شاگردوں میں بکر بن عبداللہ اور ثابت البنانی مشہور ہیں۔۹۰ھ/۷۰۸ء کو وفات ہوئے۔تھذیب التھذیب، ج۳،ص۵۳۹۔ صفۃ الصفوۃ، ج۳،ص۲۱۲۔

۲۷۔　تفسیر الطبری، ج۱۶،ص۶۰۶

۲۸۔　عبداللہ بن وھب بن مسلم القرشی المدنی فقیہ ہیں۔ابن حجر نے ثقہ کہا ہے۔شیوخ میں اسامہ بن زید اور جریر بن حازم جبکہ شاگردوں میں حجاج بن ابراہیم شامل ہیں۔۱۹۷ھ میں وفات پائی۔ تاریخ کبیر، ج۵،ص۸۳، رقم ۱۰۷۔تھذیب التھذیب، ج۵،ص۴۷، رقم ۱۴۱۔

۲۹۔　آپ محمد بن مسلم بن شھاب الزہری ہیں۔تابعی ہیں۔شیوخ میں ابان بن عثمان جبکہ شاگردوں میں ابراہیم بن سعد وغیرہ شامل ہیں۔۱۲۵ھ/۷۴۲ء کو وفات ہوئے۔الاعلام، ج۷،ص۹۷۔تذکرۃ الحفاظ، ج۱،ص ۱۰۲۔تھذیب التھذیب، ج۹،ص۴۴۵۔

۳۰۔　آپ ابوبکر عبدالرحمٰن بن حارث القرشی المدنی مدینہ کے مشہور فقہاء میں سے ہیں۔شیوخ میں عمار بن یاسر،

عائشہ صدیقہ اور ابو ہریرہؓ جبکہ شاگردوں میں امام زہری شامل ہیں۔ مدینہ منورہ میں ۹۴ھ میں وفات پائی۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۶۳۔

۳۱۔ تفسیر الطبری، ج ۱۶، ص ۶۰۸

۳۲۔ مرسل ارسال سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی اطلاق کے ہیں یعنی چھوڑ دینا۔ محدثین کی اصطلاح میں مرسل وہ روایت ہے جس کی سند میں صحابی کا واسطہ موجود نہ ہو اور صحابی کے سقوط کی صورت میں تابعی براہ راست روایت کرے۔ النکت علی کتاب ابن الصلاح، ج ۲، ص ۵۴۶

۳۳۔ آپ یوسف بن حماد البصری ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ کہا ہے۔ امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے آپ سے روایات نقل کیں ہیں۔ شیوخ میں حماد بن زید جبکہ شاگردوں میں امام مسلم اور نسائی شامل ہیں۔ ۲۴۵ھ میں وفات پائی۔ تھذیب التھذیب، ج ۱۰، ص ۲۸۹، رقم ۳۰۲۔

۳۴۔ آپ ابوعبداللہ امیہ بن خالد بن الاسود البصری ہیں۔ ابن حجر نے صدوق کہا ہے۔ شیوخ میں حماد بن سلمہ اور سفیان ثوری جبکہ شاگردوں میں علی بن المدینی شامل ہیں۔ تاریخ کبیر، ج ۲، ص ۴، رقم ۱۵۲۴۔

۳۵۔ آپ عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب القرشی الہاشمی بڑے مفسر ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں سعید بن جبیر اور عامر بن شراحیل مشہور ہیں۔ ۸۸ھ کو وفات ہوئے۔ الاعلام، ج ۴، ص ۹۵۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱۰، ص ۴۰۔

۳۶۔ کشف الاستار عن زوائد البزار، ج ۳، ص ۲۷، رقم ۲۲۶۳۔
البحر الزخار، ج ۱۱، ص ۲۹۶، الرقم ۵۰۹۶۔

۳۷۔ آپ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن مردویہ الاصبہانی ہیں۔ مفسر، حافظ اور مؤرخ ہیں۔ شیوخ میں میمون بن اسحاق اور ابو اسحاق بن حمزہ جبکہ شاگردوں میں محمد بن ابراہیم مشہور ہیں۔ تصنیفات میں المسند، امالی اور مستخرج مشہور ہیں۔ ۴۱۰ھ/۱۰۱۹ء کو وفات ہوئے۔ الاعلام، ج ۱، ص ۲۶۱۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۷، ص ۳۰۸۔

۳۸۔ آپ ابوالنضر محمد بن السائب بن بشر الکلبی ہیں۔ تفسیر اور تاریخ کے عالم تھے۔ رفض میں غلو رکھتے اور متہم بالکذب تھے۔ الجرح والتعدیل، ج ۷، ص ۲۷۰۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۵۵۶۔

۳۹۔ آپ ذکوان ابوصالح السمان الزیات المدنی ہیں۔ ابن سعد اور ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے۔ ابوحاتم اور ابو زرعہ نے ثقہ صالح اور مستقیم الحدیث کہا ہے۔ تھذیب التھذیب، ج ۲، ص ۲۱۹۔

۴۰۔ فتح الباری، ج ۸، ص ۳۰۲۔

۴۱۔ آپ ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر الطبری ہیں۔ بڑے عالم تھے۔ تصانیف میں تفسیر اور تاریخ طبری مشہور ہیں۔ ۳۱۰ھ/۹۲۲ء کو وفات ہوئے۔ الاعلام، ج ۶، ص ۶۹۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۳۵۱۔ البدایۃ والنھایۃ، ج ۱۱، ص ۱۴۵۔

۴۲۔ آپ ابوالحسن عطیہ بن سعد العوفی ہیں۔ تابعی اور ضعیف شیعہ راوی ہیں۔ شیوخ میں زید بن ارقم اور ابن عباس جبکہ شاگردوں میں سلیمان الاعمش اور صالح بن مسلم مشہور ہیں۔ ۱۱۱ھ/۷۲۹ء کو وفات ہوئے۔ تھذیب التھذیب، ج ۷، ص ۲۲۴۔ تاریخ کبیر، ۷/۸۔

۴۳۔ تفسیر الدر المنثور، ج ۱۰، ص ۵۲۶

۴۴۔ آپ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان قائماز الذہبی ہیں۔ بڑے عالم، حافظ اور محدث ہیں۔ شیوخ میں محمد بن بشار، دارمی اور حجاج بن الشاعر جبکہ شاگردوں میں ابوبکر الاسماعیلی، محمد بن عبداللہ اور محمد بن جعفر شامل ہیں۔ ۷۸۴ھ میں وفات پائی۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۲۸، ص ۲۵، رقم ۲۵۱۔

۴۵۔ آپ ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم بن مہران التمیمی ہیں۔ بڑے عالم، محدث، مفسر اور متکلم ہیں۔ تصنیفات میں تفسیر القرآن، الجرح والتعدیل، المسند اور الرد علی الجہمیہ مشہور ہیں۔ ۳۲۷ھ/۹۳۸ء کو وفات ہوئے۔ الاعلام، ج ۳، ص ۳۲۴۔ معجم المؤلفین، ج ۵، ص ۱۷۰۔

۴۶۔ آپ ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی ہیں۔ شیوخ میں سفیان بن عیینہ اور ابوداؤد الطیالسی جبکہ شاگردوں میں امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام مسلم اور ابوداؤد مشہور ہیں۔ بڑے مجتہد تھے۔ فقہ میں آپ کا مستقل مسلک ہے۔ مسند احمد کے نام سے احادیث کا ایک بڑا مجموعہ مرتب کیا۔ ۲۴۱ھ/۸۵۵ء کو وفات ہوئے۔ تہذیب التھذیب، ج ۱، ص ۷۲۔

۴۷۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۲۷۵۔

۴۸۔ آپ ابوجعفر محمد بن عمرو العقیلی ہیں۔ محدث اور ثقہ راوی ہیں۔ ابواسماعیل الترمذی، یزید بن محمد العقیلی اور علی بن عبدالعزیز سے علم حاصل کیا۔ شاگردوں میں محمد بن نافع الخزاعی، ابوبکر بن المقری اور یوسف بن احمد مشہور ہیں۔ تصنیفات میں الضعفاء مشہور ہے۔ ۳۲۲ھ/۹۳۳ء کو وفات ہوئے۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۵، ص ۲۳۶۔ الاعلام، ج ۶، ص ۳۱۹۔

۴۹۔ آپ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی ہیں۔ محدث، فقیہ، ادیب ہیں۔ علوم الحدیث اور فن اسماء الرجال میں متعدد کتب تصنیف کیں۔ ۸۵۲ھ میں وفات پائی۔ معجم المؤلفین، ج ۲، ص ۲۴۸۔ کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۲۷۵۔

۵۰۔ تھذیب التھذیب، ج ۱، ص ۱۸۸۔

۵۱۔ آپ ابوبکر محمد بن بشار بن عثمان العبدی البصری ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ قرار دیا ہے۔ شیوخ میں امیہ بن خالد، محمد بن جعفر اور سالم بن فرج جبکہ شاگردوں میں امام بخاری، مسلم اور ترمذی شامل ہیں۔ تھذیب التھذیب، ج ۸، ص ۵۰، رقم ۸۷۔

۵۲۔ آپ ابوعبداللہ محمد بن جعفر الھذلی ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ کہا ہے مگر روایات میں غفلت برتتے تھے۔ شیوخ میں معمر، سفیان ثوری جبکہ شاگردوں میں امام احمد بن حنبل شامل ہیں۔ تھذیب التھذیب، ج ۸، ص ۷۰، رقم ۱۲۹۔

۵۳۔ تفسیر ابن جریر طبری، ج ۱۶، ص ۶۰۷

۵۴۔ آپ معمر بن المثنی التیمی ہیں۔ بڑے عالم، محدث اور مفسر ہیں۔ عربی زبان پر عبور رکھتے تھے۔ ۲۰۹ھ/۸۲۴ء میں وفات پائی۔ الاعلام، ج ۱۶، ص ۱۸۹۔

۵۵۔ آپ ابومحمد عبدالصمد بن علی القرشی ہیں۔ ۱۸۵ھ/۸۰۱ء کو بصرہ میں وفات ہوئے۔ میزان الاعتدال، ج ۲، ص ۶۲۰۔ شذرات الذہب، ج ۱، ص ۳۰۷۔ العبر، ج ۱، ص ۲۹۰۔

۵۶۔ تفسیر ابن جریر طبری، ج ۱۶، ص ۶۰۷

۵۷۔ تفسیر ابن کثیر، ج ۱۰، ص ۸۴

۵۸۔ آپ ابوعمرو عامر بن شراحیل الشعبی ہیں۔ اپنے وقت کے بڑے علماء میں سے تھے۔ آپ کا حلقہ درس بہت وسیع تھا۔ ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔ تھذیب التھذیب، ج ۵، ص ۶۵۔ شذرات الذہب، ج ۱، ص ۱۲۶۔

۵۹۔ آپ ابوالمنذر ہشام بن محمد بن السائب الکلبی الکوفی ہیں۔ دارقطنی نے متروک اور ابن عسا کر نے رافضی شیعہ کہا ہے۔ تاریخ کبیر، ج ۸، ص ۶۱، رقم ۲۷۰۷۔ لسان المیزان، ج ۶، ص ۱۴۸، رقم ۷۰۰۔

۶۰۔ آپ ابومعاویہ محمد بن خازم التیمی السعدی ہیں۔ تبع تابعی ہیں۔ ابن حجر نے ثقہ اور الذہبی نے حافظ کہا ہے تاہم مرجئہ سے تعلق تھا۔ شیوخ میں خالد بن الیاس اور داود بن ابی ہند جبکہ شاگردوں میں احمد بن منیع اور

سعید بن منصور شامل ہیں۔ تھذیب التھذیب، ج ۸،ص ۹۹، رقم ۱۹۲۔

۶۱۔ آپ ابوعبداللہ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ہیں۔ اپنے زمانے کے بڑے عالم اور حافظ حدیث تھے۔ ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱،ص ۱۹۰۔ تھذیب التھذیب، ج ۴،ص ۱۱۱۔

۶۲۔ آپ ابو خالد یزید بن ہارون بن ذاذان السلمی ہیں۔ حافظ اور ثقہ عابد وزاہد شخص تھے۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱،ص ۳۱۷۔

۶۳۔ آپ ابو یوسف یعلی بن عبید بن ابی امیہ ہیں۔ حافظ، امام اور ثقہ ہیں۔ شیوخ میں یحیی بن سعید اور سفیان ثوری جبکہ شاگردوں میں محمود بن غیلان اور ہارون الحمال شامل ہیں۔ ۲۰۹ھ میں وفات پائی۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۹،ص ۴۷۶۔

۶۴۔ آپ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم البخاری ہیں۔ امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے مشہور ہیں۔ صحیح احادیث کی پہلی تصنیف ''الجامع الصحیح'' آپ نے لکھی۔ ۲۵۶ھ میں وفات پائی۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲،ص ۳۹۱۔ وفیات الاعیان، ج ۴،ص ۱۸۸۔

۶۵۔ آپ ابوسعید یحیٰی بن سعید بن فروخ القطان ہیں۔ حافظ اور بڑے محدث تھے۔ ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ تھذیب التھذیب، ج ۱۱،ص ۱۶۔ شذرات الذھب، ج ۱،ص ۳۵۵۔

۶۶۔ آپ ابوسعید عبد الرحمٰن بن مہدی بن حسان العنبری البصری ہیں۔ حدیث اور جرح وتعدیل کے امام تھے۔ ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ تھذیب التھذیب، ج ۶،ص ۶۷۹۔

۶۷۔ آپ یزید بن زریع البصری ہیں۔ بصرہ کے بڑے علماء میں سے تھے۔ ۱۸۲ھ میں وفات پائی۔ الجرح والتعدیل، ج ۹،ص ۲۶۳۔ تھذیب التھذیب، ج ۱۱،ص ۳۲۵۔

۶۸۔ آپ سلیمان بن مہران الاعمش الکوفی ہیں۔ بڑے زاہد انسان تھے۔ ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ میزان الاعتدال، ج ۲،ص ۲۰۰۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱،ص ۱۵۴۔

۶۹۔ آپ ابومحمد سفیان بن عیینۃ بن ابی عمران الھلالی الکوفی ہیں۔ صاحب تصنیف تھے۔ ۱۹۸ھ میں وفات پائی۔ الجرح والتعدیل، ج ۱،ص ۳۲۔ تھذیب التھذیب، ج ۴،ص ۱۱۷۔ شذرات الذھب، ج ۱، ص ۳۵۴۔

۷۰۔ آپ ابوحاتم محمد بن حبان التمیمی ہیں۔ بڑے محدث، مؤرخ اور مصنف ہیں۔ شیوخ میں نسائی، حسن بن

سفیان اور ابو یعلیٰ جبکہ شاگردوں میں ابن مندہ اور الحاکم مشہور ہیں۔ ۳۵۴ھ/۹۶۵ء کو وفات ہوئے۔ لسان المیزان، ج ۵، ص ۱۱۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۱۶، ص ۲۷۶۔

۷۱۔ آپ علی بن ابی طالب القرشی الھاشمی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد ہیں۔ چوتھے خلیفہ راشد ہیں ۴۰ھ/۶۶۰ء کو وفات ہوئے۔ الاصابۃ، ج ۲، ص ۵۰۷۔ الاعلام، ج ۴، ص ۲۹۵۔

۷۲۔ آپ ھمام بن نافع الحمیری الصنعانی ہیں۔ شیوخ میں وھب بن منبہ اور ہارون بن حسین جبکہ شاگردوں میں بیٹا عبدالرزاق مشہور ہے۔ تھذیب التھذیب، ج ۱۰، ص ۴۵، رقم ۱۰۷۔

۷۳۔ آپ ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم النیسابوری ہیں۔ مشہور مصنف ہیں۔ تصانیف میں المسند اور مستخرج شامل ہے۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۲۷، ص ۵۴۷، رقم ۲۳۱۔

۷۴۔ آپ ابوبکر بن ابی خیثمہ ہیں۔ اصل نام احمد بن زہیر بن حرب ہے۔ امام احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں۔ لسان المیزان، ج ۷، ص ۹، رقم ۱۵۰۔

۷۵۔ آپ یحیی بن معین البغدادی ہیں۔ بڑے محدث ہیں۔ علم جرح وتعدیل کے ائمہ میں سے ہیں۔ تھذیب التھذیب، ج ۱۱، ص ۲۸۰۔ وفیات الاعیان، ج ۶، ص ۱۳۹۔

۷۶۔ آپ ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مھدی الدارقطنی ہیں۔ تصانیف میں السنن اور العلل مشہور ہیں۔ ۳۸۵ھ میں وفات پائی۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۹۹۱۔ وفیات الاعیان، ج ۳، ص ۲۹۷۔

۷۷۔ آپ ابو اسحاق ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق الجوزجانی ہیں۔ ائمہ جرح وتعدیل میں سے ہیں۔ جوزجان میں پیدا ہوئے پھر دمشق آئے اور وفات تک یہی ٹھہرے۔ تقریب التھذیب، ج ۱، ص ۴۶۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۲، ص ۵۴۶۔ میزان الاعتدال، ج ۱، ص ۸۱۔

۷۸۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۵۵۶۔ ۵۵۹ وتذھیب تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج ۸، ص ۱۰۸۔

۷۹۔ آپ سعید الخدری ہیں۔ صحابی ہیں۔ ۷۴ھ میں وفات پائی۔ تھذیب التھذیب، ج ۳، ص ۴۷۹۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۱۴۔

۸۰۔ میزان الاعتدال، ج ۳، ص ۸۰

۸۱۔ آپ محمد بن حیان بن محمد بن یوسف الاندلسی ہیں۔ شیوخ میں علی عبدالرحمٰن بن محمد شامل ہیں۔ ۸۰۶ھ میں وفات پائی۔ شذرات الذھب، ج ۶۰، ص ۷۔

۸۲۔ آپ ابوبکر احمد بن حسین البیہقی ہیں۔ ثقہ راوی ہیں۔ شیوخ میں حاکم اور ابوالحسن بن بشران جبکہ شاگردوں میں عبدالجبار بن محمد، عبدالمنعم القشیری اور عبداللہ بن محمد شامل ہیں۔ ۴۵۸ھ/۱۰۶۵ء کو وفات ہوئے۔ المعین فی طبقات المحدثین، ج ا، ص ۳۶ وذیل التقیید فی رواۃ السنن والاسانید، ج ۲، ص ۳۰۰۔

۸۳۔ محمد بن یوسف الشہیر بابی حیان الاندلسی الغرناطی، تفسیر البحر المحیط، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۳ء، ج ٦، ص ۳۵۲

۸۴۔ سورۃ النجم: ۱۔۴

۸۵۔ سورۃ یونس: ۱۵

۸٦۔ سورۃ الحاقۃ: ۴۴۔۴٦

۸۷۔ تفسیر البحر المحیط، ج ٦، ص ۳۵۲

۸۸۔ آپ القاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی الاندلسی ہیں۔ حدیث کے بڑے عالم تھے۔ صاحب تصنیف ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۱۳۰۴۔ النجوم الزاہرۃ، ج ۵، ص ۲۸۵۔ البدایہ والنھایہ، ج ۱۲، ص ۲۲۵۔

۸۹۔ شرح الشفاء، ج ۲، ص ۲۲۷۔

۹۰۔ آپ ابوالثناء شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی آلوسی ہیں۔ بڑے عالم، مجتہد اور مفسر ہیں۔ تصانیف میں تفسیر روح المعانی اور غرائب الاغتراب مشہور ہیں۔ الاعلام، ج ۱۵، ص ۴۲۷۔

۹۱۔ آپ ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر الماتریدی ہیں۔ ائمہ اصول میں سے ہیں۔ مختلف فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ صاحب تصانیف ہیں۔ ۴۲۹ھ میں وفات پائی۔ وفیات الاعیان، ج ا، ص ۲۹۸۔

۹۲۔ روح المعانی، ج ۱۷، ص ۱۷۷۔

۹۳۔ آپ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر القرطبی ہیں۔ فقیہ، مفسر اور لغت کے بڑے عالم ہیں۔ ٦۷۱ھ میں مصر میں وفات پائی۔ الاعلام، ج ۵، ص ۳۲۲۔

۹۴۔ تفسیر قرطبی، ج ۱۴، ص ۴۲۴۔

۹۵۔ سورۃ النجم: ۳۔۴

۹٦۔ سورۃ النجم: ۲۳

مصادر و مراجع

۱۔ ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن کثیر، تفسیر ابن کثیر، موسسۃ قرطبۃ، قاھرہ ۲۰۰۰ء۔

۲۔ تفسیر الطبری، محمد بن جریر، تحقیق عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، مرکز البحوث والدراسات العربیۃ والاسلامیہ ارالہجر، قاہرہ ۲۰۰۱ء۔

۳۔ امام حاکم محمد بن عبداللہ النیشاپوری، النکت علی کتاب ابن الصلاح، تحقیق، ربیع بن ھادی عمیر، المدینہ المنورہ ۱۹۸۴ء۔

۴۔ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی، کشف الاستار عن زوائد البزار، تحقیق، حبیب الرحمٰن الاعظمی، مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۹۹۷ء۔

۵۔ حافظ ابی بکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار، البحر الزخار المعروف بمسند البزار، موسسۃ علوم القرآن بیروت ۱۹۸۸ء۔

۶۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری، تحقیق عبدالقادر شیبۃ الحمد، الریاض ۲۰۰۱ء۔

۷۔ عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین تراجم مصنفی الکتب العربیہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء۔

۸۔ الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفۃ بیروت، ۲۰۰۰ء۔

۹۔ احمد بن علی بن حجر العسقلانی، تھذیب التھذیب، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۹۵ء۔

۱۰۔ الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، تذھیب تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر قاھرہ ۲۰۰۴ء۔

۱۱۔ عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن الجوزی، کتاب الضعفاء والمتروکین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۰ء۔

۱۲۔ الذہبی، محمد بن احمد، المعین فی طبقات المحدثین، دار الفرقان، عمان، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۳۔ الذہبی، ذیل التقیید فی رواۃ السنن والاسانید، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۴۔ محمد بن یوسف الشہیر بابی حیان الاندلسی الغرناطی، تفسیر البحر المحیط، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۳ء۔

۱۵۔ ملا علی قاری الھروی، شرح الشفاء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۲۰۰۱ء۔

۱۶۔ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی البغدادی، روح المعانی فی تفسیر القرآن، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۷۔ القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۲۰۰۰ء۔